نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

غلام احمد قادیانی

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۴ | مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۸ شعبان سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پیچش کی تکلیف میں تخفیف ہے۔ اور گلے کا درد بھی پہلے کی نسبت کم ہے۔ عام طور پر طبیعت اچھی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی خیر و عافیت ہے۔

حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ سے تشریف لائے۔

مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی انجمن محبان اسلام کا ماہواری جلسہ گزشتہ جمعرات کی شب کو جناب مفتی محمد صادق صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں بعض اور بزرگان جماعت بھی شامل تھے۔ طلباء نے اپنے مقررہ مضامین پر خوبی اور عمدگی سے لیکچر دیئے۔ اخیر میں جناب مفتی صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ جس میں طلباء کی حوصلہ افزائی کی۔

دس ہزاری تحریک کے سابقون الاولون

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ

میں نے اپنی ایک گزشتہ چٹھی میں ریویو انگریزی کے لئے دس ہزاری تحریک پر لبیک کہنے والوں کے لئے اظہار شکر گذاری کیا ہے۔ اور بذریعہ برقی پیام بھی ان تمام مخلصین کے جوش تبلیغ پر جزاک اللہ کہا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ وہ میرے یا کسی اور بزرگ کے شکریہ کے لئے یہ کام نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے۔ لیکن میں حقیقی طور پر ان کو اپنے لئے شکریہ کا مستحق سمجھتا ہوں۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے موافق ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور جزاہم اللہ احسن الجزاء کہتا ہوں۔ میرے لئے وہ اس وجہ سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ مجھے انہوں نے ایک ثواب کا موقع دیا۔ خصوصیت سے میں ان احباب کا شکر گذار ہوں جو باوجود خود انگریزی نہ جاننے کے اس رسالہ کی اشاعت اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریداری کے لئے تیار ہیں۔ اور ان سب سے زیادہ مکرمی صوفی کرم الٰہی صاحب کا شکرگذار ہوں۔ کہ انہوں نے باوجود احمدی نہ ہونے کے اور باوجود انگریزی نہ جاننے کے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسے سعادتمند وجود کو احمدیت کے برکات سے بہرہ اندوز کرے۔ کہ ایسے لوگوں کے لئے احمدیت کے باہر کوئی غذائے روح نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

قابل جوہر اور سعادتمند قلوب احمدیت سے دُور نہیں رہ سکتے اشاعت اسلام کے لئے دل میں جوش رکھنے والا انسان کس طرح باہر رہ سکتا ہے۔ اگر پانی میں سیراب اور زندہ رہنے والی مچھلی خشکی پر زندہ رہ سکتی ہے۔ تو حقیقی جوش اشاعت اسلام کے لئے رکھنے والا وجود بھی احمدیت سے باہر رہ سکتا ہے۔ چونکہ یہ دونو باتیں ناممکن ہیں۔ اس لئے جلدی یا بدیر میں صوفی کرم الٰہی صاحب کے متعلق سن لینے کی امید رکھتا ہوں۔ کہ جوہر شناس مولا ایسے احمدیت کے آستانہ پر زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کے لئے لے آیا۔

مَیں نام بنام احباب کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ الفضل کے ذریعہ ان سب بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہ ہمّت کریں۔ تو یہ دس ہزار کی تعداد کوئی بڑی چیز نہیں۔ ماہ فروری میں ایک متحد کوشش کریں۔ اور اس تعداد کو پورا کر دیں۔ قرآن مجید میں سے پڑھا ہے۔ اور اس پر میرا بحمد اللہ ایمان ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ شکر گذاری کی رُوح ازدیاد و برکات کو لے کر آتی ہے۔ اور میں جب اپنے احباب کا شکریہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں کرتا ہوں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ میرے احباب لازیدنکم کا نظارہ اپنے اعمال سے دکھائیں گے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ دن بہت قریب ہیں کہ تم اس قسم کی خدمات کے لئے موقعہ تلاش کرو گے۔ اور نہ ملیگا۔ خدا تعالےٰ کو بآسانی پانے کے یہی دن ہیں۔ اور اسی راہ سے وہ مولیٰ ملیگا۔ یہ مادی ترقی اور مال و جاہ پرستی کا عہد ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیتے تھے۔ تمہارے یہ چند سکّے اور خفیف مالی قربانیاں تمہارے لئے انعام و اکرام کے وہ دروازے کھولنے والی ہیں۔ کہ تمہیں حیرت ہوگی۔ پس اس وقت اور حالت کو قریب کرنے کے لئے تم تھوڑا سا ایثار کرو۔ اور ریویو کے لئے پورے دس ہزار خریدار پیدا کر دو۔

یاد رکھو۔ کہ دس ہزار کا عدد خدا تعالیٰ کے کلام میں ایک خاص شوکت رکھتا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال کے ساتھ اس کو خاص تعلق ہے۔ عہد عتیق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں میں آپکا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ظہور لکھا ہے۔ اور دس کے عدد کو تکمیل کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ اسرار الاعداد بجائے خود ایک علم ہے (اس سے میری مراد جفر یا اور اسی قسم کے علوم نہیں ہیں) اسلام کی صداقت کے مغرب میں ظاہر ہونے کا ریویو کی دس ہزار کی اشاعت سے ایک تعلق ہے۔ تم میں تھوڑے ہیں۔ جو اس کو سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مبارک میں یہ تعداد عبث نہیں آئی۔ اور اس وقت تک اس کا پورا ہونا بھی حکمت سے خالی نہ تھا۔ اس لئے کہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہے۔ قدرت ثانیہ کا ظہور نہ ہو سکتا تھا۔ جب تک آپکا وصال نہ ہوتا۔ گو قدرت ثانیہ کے برکات کی ہمیشہ ہی ضرورت تھی۔ مگر آپ کی ذات میں وہ ایک بیج کا رنگ اور قدرت اول کا ظہور تھیں۔ اسی طرح عظمت و شوکت اسلام کا اظہار ریویو کی دس ہزار اشاعت سے ایک تعلق رکھتا ہے۔ اس نکتہ کو سمجھ لو۔ جس دن ریویو کی اشاعت دس ہزار ہو جائیگی۔ اسی دن سے ان برکات کا ظہور بھی شروع ہو جائے گا۔ جو شوکت اسلام کے اظہار کے لئے کھلے طور پر نظر آ جائینگی۔ پس اس تعداد کو پورا کر دو۔

عرفانی از لندن

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحریک

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ اعلان شائع ہو چکا ہے۔ جو حضور نے منشی فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر قادیان کے لئے بطور سفارش رقم فرمایا۔ لیکن یہ معلوم کر کے افسوس ہوا۔ کہ ابھی تک بہت کم دوستوں نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کر کے ثواب حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلئے ایک بار پھر اس اعلان کو شائع کر کے احباب کو اسکی فوری تعمیل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

برادران! السلام علیکم۔ میاں فخر الدین صاحب ملتانی جنہوں نے بہت سا مفید لٹریچر شائع کر کے اپنے رنگ میں سلسلہ کی اچھی خدمت کی ہے۔ ان دنوں قرضہ سے بہت پریشان ہیں۔ میں نے ان کے قرضہ کی فہرست دیکھی ہے۔ ان کی حیثیت کے آدمی کے لئے اس قدر پریشانی کا موجب ہو سکتا ہے۔ کہ انکی زندگی تلخ ہو جائے۔ اس قرضہ کے مقابلہ میں انہوں نے ڈیڑھ ہزار کے قریب دوستوں سے بھی وصول کرنا ہے جنہوں نے ان سے کتب خرید کی ہیں۔ لیکن قیمت ابھی تک نہیں دی۔ میں نے وہ لسٹ بھی دیکھی ہے۔ اور مجھے تعجب ہوا۔ کہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو ادنیٰ توجہ سے ان کا مطالبہ پورا کر سکتے ہیں۔

چونکہ ان کی حالت بہت پریشان ہے۔ میں یہ چند سطور بطور سفارش لکھتا ہوں:۔

(۱) وہ احباب جنھوں نے ان کا روپیہ دینا ہے۔ تکلیف اُٹھا کر بھی بہت جلد ان کا قرضہ ادا کر دیں۔ تا ان کی پریشانی دُور ہو۔ اور ان احباب کے لئے بھی یہ عمل موجب ثواب ہو۔ کیونکہ گو انہوں نے میاں فخر الدین صاحب کا روپیہ بہر حال دینا ہے۔ لیکن میری تحریک پر اس کے ادا کرنے میں وہ نہ صرف اپنا حق ادا کرینگے بلکہ ثواب کے بھی مستحق ہونگے۔

(۲) دوسری سفارش یہ کرتا ہوں۔ کہ جو دوست صاحب توفیق ہوں۔ وہ ان کتب میں سے جو انہوں نے چھپوائی ہیں۔ خرید کر ان کی مشکل کو حل کریں۔ خصوصاً کتاب اسوۂ حسنہ جو میر محمد اسحٰق صاحب کی تصنیف ہے۔ اور لطیف تصنیف ہے۔ خرید کر احباب ان کی مدد کریں۔ تو اس میں دونوں کا فائدہ ہوگا۔ ایک لطیف کتاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے متعلق بھی ان کو مل جائیگی۔ اور ایک دوست کا کام بھی ہو جائیگا۔

والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

مجلس مشاورت کے متعلق اعلان

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس مشاورت امسال بتاریخ ۱۶-۱۷ر اپریل ۱۹۲۷ء کو ہوگی۔ جو احباب انجمنہائے بیرونی سے کوئی معاملہ مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہیں۔ وہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے پاس جلد بھیجدیں۔

(۲) جماعتہائے بیرونی کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی سالانہ کارروائی کی رپورٹیں مختصر مگر ضروری تمام واقعات پر مشتمل دفتر ناظر اعلیٰ میں آخر مارچ ۱۹۲۷ء تک براہ راست بھیجدیں۔ جس ترتیب سے یہ رپورٹیں میرے دفتر میں موصول ہونگی۔ اسی ترتیب سے میری رپورٹ میں ان کا ذکر ہوگا۔

(۳) مجلس مشاورت کے متعلق تمام کارروائیاں اور اعلان پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہونگی۔ لہذا جماعتیں ان سے خط و کتابت کریں۔

(نوٹ) پچھلے سال کی مجلس مشاورت کی رپورٹ ۲۶ر فروری کے احمدیہ گزٹ میں شائع ہوگی۔

مرزا بشیر احمد۔ قائمقام ناظر اعلیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ قادیان دارالامان - ۱۱ر فروری ۱۹۲۷ء

خونی علماء

(نمبر ۳)

اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو پورا ہوتا دیکھنا ہو۔ کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ جب قرآن دنیا سے اٹھ جائیگا۔ یعنی جو لوگ علماء کہلائینگے۔ وہ اس کے حقائق و معارف اور روحانی تعلیم سے قطعاً ناواقف ہوجائینگے تو ہندوستان کے علماء کی جمعیتہ کے اخبار "الجمعیتہ" کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس اخبار نے جب کبھی سلسلہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھایا ہے۔ تعلیم اسلام سے جاہل مطلق ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور اس بات کو پایۂ صداقت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ قرآن کریم کے علوم سے ان علماء کہلانے والوں کو ذرا بھی مس نہیں۔ اس اخبار نے اپنے ۲۲ جنوری کے پرچہ میں "نکات و لطائف" کے زیر عنوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو سراسر غلط الزام لگایا تھا اس کے ایک حصہ کے متعلق گذشتہ پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ اب دوسرے حصہ کی لغویت ثابت کی جاتی ہے۔

اخبار مذکور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ اس لئے "خونی نبی" اور "سفاک بزرگ" قرار دیا ہے کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام دوسرے انبیاء کی طرح قرآن کریم سے وفات یافتہ ثابت کیا ہے۔

علماء کی زد خدا پر

اس کے متعلق سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن کریم سے ثابت کرنا اگر "خونی" اور "سفاک" ہونے کی علامت ہے۔ تو اس کی زد سب سے پہلے اس ذات پاک پر پڑتی ہے۔ جس نے قرآن کریم نازل کیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اس میں متعدد مقامات پہ ذکر فرمایا۔ لیکن علماء کی جمعیتہ کو اس بات کی کیا پروا ہو سکتی ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے جان بوجھ کر آنکھیں بند کر رہی ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنا اپنا فرض جانتی ہو۔

ان علماء کا سب سے پہلے تو یہ فرض ہونا چاہیئے تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا فیصلہ قرآن کریم کی رو سے تلاش کرنے کی کوشش کرتے۔ اور ان دلائل اور براہین پر غور کرتے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ اگر وہ ان کے نزدیک درست نہ تھے۔ تو ان کی تردید شائع کرتے اور قرآن کریم سے اپنے اس عقیدہ کو ثابت کرتے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر الآن کما کان زندہ بیٹھے ہیں۔ لیکن یہ طریق تو جب اختیار کرتے۔ کہ قرآن کریم کی کچھ وقعت ان کے دلوں میں ہوتی۔ اور قرآن کریم کے فہم کا مادہ ان میں پایا جاتا۔ چونکہ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثابت کرنا ان کے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے وہ اس صحیفہ الہی کی طرف تو منہ نہیں کرتے۔ اور ادھر ادھر کی بیہودہ سرائیوں سے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

علماء کے پاس حیات مسیح کی کوئی دلیل نہیں

ذرا غور تو کیجئے۔ کیا علماء کہلانے والوں، مسلمانوں کی روحانی راہنمائی کا دعویٰ کرنے والوں۔ انبیاء کی وراثت کے مدعیوں۔ اور اسلام کے ستونوں کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ کہ ان کا اخبار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس طرح خامہ فرسائی کرے:-

"قادیان کے خونی نبی ایک دفعہ دہلی تشریف لائے اور الف خان سیاہی والے کے مکان میں فروکش ہوئے۔ دلی والے اس نبی کی زیارت کے لئے جوق در جوق ہر روز آتے۔ اور الٹی سیدھی باتیں کر کے چلے جاتے۔ انہی دنوں مرزا حیرت نے ایک چیلنج دیدیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ کی وفات سے بحث نہیں۔ وہ اب تک زندہ ہوں یا ان کی وفات ہوچکی ہو۔ ہم مرزا صاحب سے ان کے مسیح موعود ہونے کے دلائل سننا چاہتے ہیں۔ اس چیلنج کا اثر یہ ہوا کہ مرزا صاحب ہر تقریر میں اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ کہ مسیح کی موت جب تک تسلیم نہ کی جائے میرا نبی ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ میرے دعویٰ سے وفات مسیح کو علیحدہ کرنا ایک لغو اور فضول بات ہے"۔

"ایک دن یہ سفاک بزرگ اپنی مسیح کش تقریر سے فارغ ہوئے۔ تو مجمع میں سے جھٹ ایک منچلے نے نہایت سادگی کے ساتھ منہ بنا کر کہا۔ کیا جناب کو حیض بھی آتا ہے"۔

اس تہذیب اور شرافت سے قطع نظر کیجئے۔ جس کا ثبوت ان الفاظ میں علماء کی جمعیتہ کے اخبار نے دیا ہے۔ صرف یہ دیکھئے کہ کیا "مرزا حیرت" اور "ایک منچلے" کی مثال پیش کر کے وہ یہ ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ کہ علماء نہ اس وقت حیات عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر سکے۔ اور نہ اب کر سکتے ہیں۔ ورنہ "الجمعیتہ" نے جب وفات و حیات عیسیٰؑ کا ذکر کیا تھا۔ تو اس قسم کے حالات پیش کرنے کی بجائے کوئی دلیل حیات عیسیٰ کے متعلق بھی دی ہوتی۔ مگر ایسی دلیل آئے کہاں سے۔ قرآن کریم میں اگر حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر نہ بھی ہوتا۔ تو بھی کوئی ایسی بات نہ تھی۔ جس طرح دیگر انبیاء کو تمام مسلمان وفات یافتہ مانتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بھی قائل ہوتے۔ کیونکہ وہ بھی ایک نبی ہی تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے جو آخری زمانہ میں حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ رکھنے والوں کے ذریعہ پیدا ہونا تھا۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر کھلے طور حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر فرما دیا ہے۔

علماء اپنے متعلق آپ فتویٰ دیں

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے "خونی نبی" کہنا کہ آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ثبوت قرآن کریم سے دیا۔ صد درجہ کی بیہودگی ہے۔ اگر ایک نبی کو قرآن کریم کے ذریعہ وفات یافتہ ثابت کرنیوالا "خونی نبی" بن جاتا ہے تو بتایا جائے کہ جمعیتہ العلماء والے جو سوائے حضرت عیسیٰؑ کے باقی تمام انبیاء کو فوت شدہ قرار دیتے ہیں۔ جن میں سے بہت سے انبیاء کے وفات پانے کا ثبوت وہ قطعاً قرآن کریم سے نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے آپ کو کس خطاب کا مستحق سمجھتے ہیں۔

رسول کریم کے روحانی برکات کا انکار

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف جسمانی موت ثابت کی ہے۔ مگر یہ ظالم علماء تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکات اور فیوض روحانی پر موت طاری کرتے ہیں۔ جب یہ کہتے ہیں کہ آپ کی امت کی اصلاح کے لئے آپ کے خادموں اور غلاموں میں سے کوئی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی کو روحانیت کا یہ درجہ مل سکتا ہے۔ بلکہ اس کام کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا ایک نبی انیس سو سال سے آسمان پر زندہ بٹھا رکھا ہے۔ جو نازل ہو کر مسلمانوں کی اصلاح کریگا۔ اور اسلام دنیا میں پھیلائے گا۔ اگر ان کا یہ عقیدہ کسی ایسے نبی کے متعلق ہوتا۔ جس نے ان کے نزدیک پہلی بار کوئی کارہائے نمایاں کئے ہوتے۔ اور ساری دنیا سے اپنی تعلیم تسلیم کرانے میں کامیاب ہوا ہوتا۔ تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن عجیب بات یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ جنہیں وہ آسمان پر اس لئے زندہ بٹھائے ہوئے ہیں۔ کہ وہ زمین پر اتر کر تمام دنیا میں اسلام پھیلا دینگے۔ اور کسی ایک متنفس کو بھی غیر مسلم نہ رہنے دیں گے انہیں کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جب پہلی بار وہ مبعوث ہوئے تو ان کے مخالفین نے ان پر ایسی سخت یورش کی کہ نعوذ باللہ

خدا تعالیٰ کے لئے انہیں بچانے کا سوائے اس کے کوئی ذریعہ نہ رہا۔ کہ انہیں آسمان پر اُٹھا لے ؛

سب سے بڑا ظلم

جس نبی کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہو۔ محض اسے اسلام کی حفاظت اور تمام دُنیا میں اشاعت کے قابل سمجھنا اور یہ کہنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے کسی کو یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کے برکات رُوحانی کا قطعاً انکار کرنا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا ظلم ہے جو بڑے سے بڑا ظالم اسلام پر کر سکتا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کے لئے روا ہے۔ کہ وہ اس انسان کو جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت اور فیوض کو زندہ ثابت کرنے کے لئے دُنیا میں یہ ثابت کیا۔ کہ اُمت مسلمہ کی اصلاح اور اسلام کی حفاظت کرنیوالا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اُمت اور آپ ہی کی غلامی کے فیض سے کھڑا ہوا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا عقیدہ قطعاً غلط اور تعلیم اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ خونی نبی کہیں ؛

حضرت مسیح موعودؑ نے وفات مسیح پر کیوں زور دیا

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر صرف اس لئے زور دیا۔ کہ مسلمانوں کو ایک اُمید موہوم سے نجات دلا کر سچے مسیح کے قبول کرنے کی طرف متوجہ کریں بلکہ اس لئے "ہر تقریر میں اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے"۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحانی زندگی کا ثبوت پیش کریں اور یہ دکھائیں۔ کہ آپ کی اُمت اس بات کی محتاج نہیں ہے۔ کہ بنی اسرائیل کا ایک نبی آ کر اس کی اصلاح کرے۔ بلکہ آپ کی غلامی کے صدقہ اور آپ کی قوت قدسی کے ذریعہ آپ ہی کی اُمت کے ایک انسان کو وہ درجہ اور وہ رُتبہ خدا تعالیٰ نے بخشا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا ؛

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحانی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے وفات مسیح کا ثبوت پیش کرنے کی وجہ سے آپ کو "خونی نبی" کہنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحانی زندگی سے انکار کرنا ہے۔ اور جو لوگ اس کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ ایسے ناپاک خونی ہیں کہ جن سے بدتر کوئی خونی نہیں ہو سکتا ؛

حیات مسیح کے عقیدہ سے نقصان

[illegible]یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحانی زندگی کا انکار کرتے [illegible]ئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر سمجھنے والے اور اسلام [illegible] حفاظت۔ اور اشاعت کا ان پر مدار رکھنے والے علماء نے تا حال محسوس نہیں کیا۔ کہ ان کے اس عقیدہ سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان پر زندہ ہیں اور وہ کبھی علماء کی بیجا تمناؤں کو پورا کرنے کے لئے زمین پر اُتریں گے۔ لیکن یہ عقیدہ رکھنے والے اس وقت تک بے شمار مسلمان کہلانے والوں کو گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گرا چکے ہیں۔ عیسائیوں کے پاس مسلمانوں کو مرتد کرنے کا جو سب سے بڑا حربہ ہے۔ وہ یہی عقیدہ ہے۔ عیسائی ناواقف مسلمانوں کے سامنے عیسائیت کے ہوشیار اور نبض شناس منادیہ اُلجھن پیش کر دیتے ہیں۔ کہ تمہارے علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ یقین کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے تمام انبیاء کو بلکہ سب سے بڑے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی وفات پا کر زمین میں مدفون مانتے ہیں۔ تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا درجہ تمام انبیاء سے اعلیٰ ہے۔ اور وہ درجہ یہی ہے کہ وہ نبی نہیں بلکہ خدا کے اکلوتے بیٹے اور خود خدا ہیں۔ اس کا جواب ان کے پاس سوائے اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کی الوہیت کا اقرار کر کے بپتسمہ لے لیں۔ اور کل تک جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جان نثار کرنے کے لئے تیار تھے۔ آپ کے خلاف سخت ناپاک سے ناپاک اور گندے سے گندے الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیتے ہیں ؛

یہ سب کچھ دیکھتے اور سُنتے ہوئے ظالم عُلماء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے "خونی نبی" کہہ رہے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر دی ہے۔ لیکن ہر شخص جو اسلام سے ذرا بھی محبت رکھتا ہے۔ خوب سمجھ سکتا ہے کہ آپ خونی نبی نہ تھے۔ بلکہ آپ تو اسلام کو زندہ کرنے والے نبی تھے۔ خونی اور سفاک وہ لوگ ہیں۔ جو ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے کسی کے اصلاح اُمت کے درجہ پر فائز ہونے سے انکار کرتے اور اسلام کو اپنی حفاظت کے لئے بنی اسرائیل کے ایک نبی کا محتاج بتا کر آپ کی قوت قدسی اور رُوحانی زندگی کا انکار کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف حیات مسیح کا عقیدہ رکھکر عیسائی مشنریوں کے لئے مُسلمانوں کی رُوحانیت کو ہلاک کرنے کا آلہ بہم پہنچا رہے ہیں ؛

گئو کشی کے بھگتوں سے گئو ماتا کی فریاد

اس عنوان سے اخبار "تیج" دہلی کے شہید نمبر میں ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس کا ضروری حصہ حسب ذیل ہے :-

"پیارے بھگتو! آپ ہمیشہ چمڑے کا جوتا استعمال کرتے ہو۔ کیا آپ نے کبھی اس بات کا اندازہ لگایا ہے۔ کہ آپ نے اپنی عمر میں کتنے پشو پالے۔ اور کتنے آپ کے لئے مارے گئے۔ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن مویشیوں کی کھال سے جُوتے بنتے ہیں۔ ان پر آپ کی زندگی کا دارومدار نہیں ہے۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ جتنے چمڑے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اُتنے ہی مویشی اپنی موت مرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس چمڑے کے واسطے لاکھوں بے گناہ پشو روزانہ مشینوں سے بہت بے رحمی کے ساتھ قتل کئے جاتے ہیں۔ اپنی موت سے مرے ہوئے پشو تو فقط امیر لوگوں کے ٹانگے کی گدی اور ٹپ کی ضرورت بھی پوری نہیں کر سکتے۔ تو پھر کیا آپ خود گئو ماتا کی گردن پر چھری نہیں چلاتے ہے۔ بیاہ شادی میں آٹھ دس روپے گئو دان کے کئے جاتے ہیں۔ لیکن سینکڑوں باراتی جُوتے خرید کر جیو ہتیا کے بھاگی بنتے ہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ ہتیا کس کے سر ہوتی ہے"

بات بہت معقول ہے۔ کیا وہ ہندو جو گئو ماتا کی حفاظت کے نام سے آئے دن مُسلمانوں کے ساتھ برسر پرخاش رہتے ہیں اور اس وقت تک مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنے دینے کے قابل نہیں سمجھتے۔ جب تک وہ گائے کا گوشت استعمال کرنا نہ چھوڑیں۔ وہ اس کی طرف توجہ کریں گے۔ اگر فی الواقعہ وہ گئو بھگت ہیں۔ اور سچے دل سے گائے کی حفاظت چاہتے ہیں۔ تو کم از کم انہیں خود تو کوئی ایسا فعل نہ کرنا چاہیئے۔ جو گئو کشی کا باعث ہو۔ چونکہ یہ ایک ظاہر بات ہے۔ کہ محض چمڑے کے لئے ہزاروں گائیں ذبح نہیں کی جاتیں۔ بلکہ مشینوں کے ذریعہ ہلاک کی جاتی ہیں۔ اس لئے چمڑے کا کاروبار کرنیوالے اور چمڑے کے جوتے پہننے والے ہندوؤں پر بھی اسکی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ بہتر ہو کہ وہ جلد سے جلد چمڑے کے جوتے استعمال کرنا اور بیچنا بالکل چھوڑ کر گئو بھگتی کا ثبوت دیں ورنہ کہا جائیگا۔ کہ وہ ہندو جو مُسلمانوں سے ایک جائز چیز ترک کرانے کے لئے کشت و خون تک نوبت پہنچا دیتے ہیں گائے کی حفاظت کے لئے اس چیز کو بھی ترک کرنا نہیں چاہتے۔ جو خود ان کے نزدیک ہزاروں لاکھوں گایوں کی ہلاکت کا باعث ہے ؛

عُلماء اپنے عقیدہ کی توضیح کریں

جمیعۃ عُلماء ہند کے ناظم صاحب کی طرف سے ہمارے پاس ایک اعلان اس استدعا کے ساتھ پہنچا ہے کہ ہم اسے اپنے اخبار میں شائع کر دیں۔ اعلان کا مطلب یہ ہے "کہ جمعیۃ علماء کے اخبار الجمعیۃ میں ایک پُر از معلومات سلسلہ مضامین شروع کیا جا رہا ہے"۔ جس میں بتایا جائیگا۔ کہ "دنیا میں حقیقی امن و صلح کا پیغام اگر کوئی مذہب لایا ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہے"۔

اسمیں تو شک نہیں۔ کہ دُنیا میں حقیقی امن اور صلح کا پیغام اسلام ہی لایا ہے۔ مگر اس میں بھی کیا شک ہے کہ اسلام کے ناداں دوستوں نے اپنے غلط عقائد اور بے جا خیالات کے ذریعہ مخالفین اسلام کے سامنے ایسی دیوار حائل کر رکھی ہے کہ وہ ان کو یہ روشنی نظر نہیں آتی۔ اور وہ برابر اسلام کی تعلیم کو خونی تعلیم اور اسلام کو خونی مذہب کہتے ہیں"۔ اگر "مخالفین اسلام کے اس غلط پروپیگنڈے کی قلعی کھولنے اور اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم کو واضح کرنے کے لئے جمیعۃ علماء کا اخبار الجمعیۃ" کچھ کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے علماء کو اس عقیدہ کی تشریح و توضیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

نبی کے ماننے والوں پر ابتلاء

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۴ر فروری ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالےٰ کی ہر ایک چیز ہمارے لئے بہت سے فوائد اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور اس کا قانون قدرت بھی ہمارے لئے بہت سے سبق رکھتا ہے۔ مثلاً بارش ہی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے عام قوانین میں سے ایک قانون ہے۔ اس سے بھی ہم بہت سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں انبیاء کی مثال بارش سے دی گئی ہے۔ اور بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ دیکھو اگر پانی آسمان سے نازل نہ ہو۔ تو کس قدر تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔ کنوئیں موجود ہوتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کام نہیں چلتے۔ دریا موجود ہوتے ہیں۔ نہریں موجود ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی تکلیف ہی ہوتی ہے۔ اور جب تک خدا کی طرف سے آسمانی پانی نازل نہ ہو۔ تب تک ہماری ضرورت کماحقہٗ پوری نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح دنیا میں صداقتیں تو موجود ہوتی ہیں۔ عقل بھی ہوتی ہے۔ جو خدا کی پیدا کی ہوئی باتوں سے اچھی باتیں نکال سکتی ہے۔ مگر پھر بھی یہ چیزیں اس رنگ میں مفید نہیں ہو سکتیں۔ جس رنگ میں انبیاء کے آنے پر مفید ہوتی ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ جب باوجود دریاؤں کی موجودگی کے اور باوجود نہروں اور کنوؤں کے ہمیں جسمانی بارش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب تک بارش نہ ہو۔ دنیا کو آرام و چین حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے بغیر ہماری ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ تو روحانی بارش کے بغیر کس طرح ہماری روحانی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ مگر بہت سے نادان روحانی بارش کا انکار کرتے ہوئے یہ تو کہدیتے ہیں۔ کہ نبی کی کیا ضرورت ہے۔ مگر وہ یہ کبھی نہیں کہتے۔ کہ نہریں موجود ہیں۔ دریا موجود ہیں۔ پھر بارش کی کیا ضرورت ہے +

پھر بارش سے ہمیں اور کئی سبق مل سکتے ہیں۔ مثلاً ایک یہ سبق ملتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کے فضل نازل ہونے والے ہوتے ہیں۔ تو ابتلا بھی ضرور آتے ہیں۔ اور جب تک انسان ابتلاؤں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تب تک وہ خدا کے فضلوں کا بھی امیدوار نہیں ہو سکتا۔ دیکھو بارش جب آتی ہے۔ تو اس کے ساتھ کئی تکالیف بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً بجلی چمکتی ہے۔ کڑک کی وجہ سے بعض اوقات عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں۔ بارش کی وجہ سے گھروں میں بند رہنا پڑتا ہے۔ کئی کام رُک جاتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جن لوگوں پر خدا تعالےٰ کے فضل کی بارش ہوتی ہے۔ ان کو بھی کئی قسم کی مشکلات اور ابتلاء پیش آتے ہیں۔ انبیاء کے ماننے والوں کی حرکات محدود ہو جاتی ہیں۔ کئی پیشے ترک کرنے پڑتے ہیں۔ کئی کام لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ وطن چھوڑنا پڑتا ہے۔ بعض وقت گھروں میں محصور ہونا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ قید ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض لوگ اس حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے گھبرا جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم نے ایک نبی کو مانا۔ پھر ہم پر کیوں ابتلاء آتے ہیں۔ حالانکہ سوال یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہم نے نبی کو مانا ہے۔ ہم پر ابتلاء کیوں نہیں ہوئے۔ کیا کوئی یہ بھی کہا کرتا ہے۔ کہ میں بارش کے نیچے کھڑا ہوں پھر کیوں بھیگتا ہوں۔ یا سورج کی روشنی میں کھڑا ہوں۔ کیوں اندھیرے میں نہیں۔ سوال اگر ہو تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ میں بارش کے نیچے ہوتے ہوئے بھیگتا کیوں نہیں۔ پس انبیاء کے آنے کے ساتھ ابتلاء ضرور آتے ہیں۔ اور ابتلاء بھی معمولی ابتلاء نہیں۔ زلزلہ پیدا کرنے والے ابتلاء آتے ہیں۔ انبیاء کے ماننے والوں کو ہر قسم کے ابتلاؤں میں ڈالا جاتا ہے۔ جو ان میں سے کامیابی کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔ وہی خدا کے فضلوں کے وارث ہوتے ہیں۔ نبی آتے بھی اس لئے ہیں۔ کہ لوگوں کو پاک اور صاف کریں۔ اور اس کے لئے نبی کے ماننے والوں کو مختلف حالتوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ مگر اس بات سے ناواقف کئی لوگ کہنے لگتے ہیں۔ کہ جب سے ہم احمدی ہوئے ہیں۔ تب سے ہم پر مصائب آ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ابتلاؤں کے ذریعہ انہیں پاک و صاف کرنا چاہتا ہے۔ پس سوال تو یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ مجھ پر ابتلاء کیوں نہیں آئے۔ جس شخص پر ابتلاء نہ آئے اسے ڈرنا چاہیئے۔ کہ کہیں میرے ایمان میں تو نقص نہیں۔ کہ میرا امتحان نہیں لیا گیا۔ دیکھو اگر ایک شخص کچھ پڑھے گا ہی نہیں۔ تو اس کا امتحان کیا لیا جائے گا۔ اسی کا امتحان لیا جائے گا۔ جس نے کچھ اسباق پڑھے ہوں۔ اسی طرح جن کے دلوں میں ایمان ہوتا ہے۔ ان پر ابتلاء بھی آتے ہیں۔ اور ابتلاؤں کا آنا اس بات کی علامت ہوتی ہے۔ کہ اس نے کوئی ایمانی سبق حاصل کیا ہے۔ ہاں ابتلاؤں میں استغفار بھی ضرور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض دفعہ انسان ابتلاؤں میں ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ ابتلاء آنے کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر ابتلاء آ جائے تو پھر دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کے بد نتائج سے محفوظ رکھے۔ اور درجات میں ترقی دے +

جس وقت حضور یہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ اور یہ اس موسم کی سب سے پہلی بارش تھی۔ جس کا نہایت بیتابی کے ساتھ لوگوں کو انتظار تھا +

ہمارا لنڈن مشن

افتتاح مسجد لنڈن کے موقع پر امام مسجد لنڈن نے یہاں اور معززین لنڈن و انگلستان کو دعوت دی۔ وہاں کنٹربری کے لاٹ پادری اور ویسٹ منسٹر کے کارڈینل کو بھی بلایا۔ اول الذکر صاحب تو انگریزی چرچ کے ہیڈ ہیں اور موخر الذکر انگلستان کے رومن کیتھولک مذہب کے افسر ہیں۔ آرچ بشپ صاحب اپنے خط میں امام صاحب کو جواب دیتے ہیں۔ "آپ خود سمجھ جائینگے کہ یہ میرے لئے کسی طرح بھی مناسب نہ ہوگا۔ کہ میں مسلم عبادت میں حصہ لے سکوں" قریباً اسی رنگ کا جواب رومن کیتھولک چرچ کے لاٹ پادری صاحب کارڈینل بورن کی طرف سے موصول ہوا۔ چنانچہ آپ کے دفتر سے جو چٹھی ملی۔ اس میں حسب ذیل فقرات مندرج تھے:۔ "لاٹ پادری صاحب آپ کی حسن نیت کو قدردانی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کہ آپ نے ان کو اس جلسہ میں شمولیت کے لئے مدعو فرمایا۔ اور اس امر پر وہ اظہار خوشنودی فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی غرض بنی نوع انسان کو یکجا کرنا ہے۔ رہا افتتاحی جلسہ میں شامل ہونا۔ سو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ان کے خیال میں دوسرے مذہب کی عبادت میں شامل ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہم اس مذہب کی [illegible] کے قائل ہیں۔ کیونکہ ہمارے خیال میں [illegible] کے بعد ہی آتی ہے"

اگر یہ خطوط عامی لوگوں کی طرف سے ہوتے۔ تو بھی انسان کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ شخصی خیال ہے۔ یا اگر کسی بڑے اہل علم کی طرف سے بھی ہوتے تو ہم سمجھ لیتے۔ کہ اس شخص کو روحانیت سے ایسا لگاؤ نہیں۔ جیسا کسی مذہبی آدمی کو ہونا چاہیئے۔ امام صاحب نے ان ہر دو کو دوبارہ لکھا۔ کہ آپ ڈریں نہیں۔ اس تقریب پر کوئی خاص عبادت کا رنگ نہیں۔ اور نہ ہی ہمارے مذہب میں یہ کوئی خاص عبادت ہے۔ یہ ایک رسم افتتاح ہے۔ اور آپ کے ملک میں اس کا عام رواج ہے۔ ایسی رسوم افتتاح پر ہر مذہب و ملت کے آدمی جمع ہو جایا کرتے ہیں۔ افتتاح ہماری مذہبی عبادت کا کوئی جزو نہیں۔ اور آپ کے ایمانوں پر اس کا کوئی حملہ نہیں۔ یہ مکان تو محض ایک خدا کی پرستش کے لئے بنایا گیا ہے۔ لیکن ان ہر دو بشپ صاحبان نے انکار کر دیا۔ کہ یہ ان کے مذہب کے خلاف ہے اس کے برخلاف مسلمانوں کا رویہ دیکھیں۔ کہ نجران کے عیسائی علماء اور پادری صاحبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباحثہ کی غرض سے آتے ہیں۔ ان کی نیت یہ ہے۔ کہ اسلام کو جھوٹا ثابت کریں۔ یہ پادری بھی وہ انسان ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک پورے موحد بھی نہیں۔ بلکہ انسان پرست اور بُت پرست۔ لیکن خدا کا سچا پرستار توحید کا علم بردار نبیوں کا سردار فرماتا ہے۔ تم گرجا کرنا

چاہتے ہو۔ بہت اچھا ہماری مسجد میں کرو۔ حضور کو علم ہے۔ کہ وہ مسیح خدا کی عبادت کے ساتھ انسان کی بھی پرستش کرینگے۔ شرک کریں گے۔ لیکن اس خیال سے کہ یہ غلطی خوردہ ہیں۔ انسان کی بھی پرستش اس خیال سے کرتے ہیں۔ کہ وہ انسان نہیں بلکہ خدا ہے انسان کی پرستش سے بظاہر وہ بھی انکاری ہیں۔ اور جس کی وہ پرستش کرتے ہیں۔ اس کی انسانیت کو اس کی الوہیت سے الگ کر دیتے ہیں۔ یہ ایک حجاب ہے۔ ورنہ آج ان کفار کا بھی وہی اسلامی قبلہ ہے۔ اس لئے حضور پرُنور نے اپنے کمال رحم وکرم سے اور فیاض دلی اور عام رواداری کے ماتحت کہا۔ کہ مسجد نبوی عیسائیوں کی عبادت کے لئے حاضر ہے۔ یہ کیوں اس لئے کہ قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ کہ لو لا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوٰت و مساجد یذکر فیھا اسم اللّٰہ کثیرا۔ یعنی یہودیوں کی عبادت گاہ ہو یا عیسائیوں کی مجوس کی ہو یا ہنود کی۔ بدھوں کا مندر ہو یا اسلامی مسجد سب کی بناء اسی لئے کی گئی ہے۔ کہ وہاں خدا کی عبادت ہو۔ قرآن شریف کی یہ تعلیم اور حضور کی یہ سنت مسلمانوں کے لئے ہمیشہ روشنی کا کام دیتی رہی۔ مسلمان بادشاہ ہمیشہ غیر مذاہب کے مناددوغیرہ کے بنانے میں بیت المال سے روپیہ دیتے آئے ہیں۔ گرجوں اور صومعوں اور مندروں کے لئے جاگیریں مقرر کی جاتی رہی ہیں۔ پادریوں۔ راہبوں اور برہمنوں کی تنخواہیں و وظائف سرکاری خزانوں سے ہمیشہ مقرر ہوتے رہے ہیں۔ مسلمان اولیاء اور پاک لوگ دوسرے لوگوں کے عبادت خانوں کے افتتاح میں بلکہ بناء میں شامل ہوتے آئے ہیں۔ حضرت میاں میر صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے ہاتھ سے امرتسر کے گوردوارہ کی بناء رکھی۔ اسی غرض کے لئے آپ لاہور سے چلکر امرتسر تشریف لے گئے۔ پرانی باتوں کو جانے دو۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ولایت تشریف لے گئے۔ تو آپ مختلف مذاہب کے لوگوں کی عبادت کے اوقات میں گئے۔ اور جس وقت وہ لوگ عبادت میں مصروف تھے۔ آپ مع اپنے خدام کے ان معابد اور گرجوں میں تشریف فرما رہے۔ اور اب بھی حضور کے خدام دوسرے مذاہب کے عبادت کے اوقات میں شامل ہوتے ہیں۔ اور ان کو کبھی وہم تک بھی نہیں گذرتا۔ کہ وہ دوسرے کی عبادت میں شامل ہونے سے اپنے مذہب کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ بشپ صاحبان کا جو طریق ہے۔ یہی وہ تنگ نظری تنگ خیالی تعصب اور غیر رواداری ہے۔ جس کے مٹانے کے لئے اسلام دنیا میں آیا۔ یہ پہلا اصول اسلام کا ہے۔ کہ دنیا سے دوئی اٹھ جائے اور لوگ باوجود اختلاف خیالات کے یگانگت اور محبت سے رہیں۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ اس علمی ترقی کے دور میں یورپ ان پرانے مشرکانہ خیالات میں سے نکل چکا ہوگا۔ لیکن ان حالات کے ہوتے ہوئے کیا یہ ہمارا فرض نہیں۔ کہ ہم یورپ کو ان گندے خیالات سے نکالیں۔ کیا اب بھی کوئی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یورپ میں صحیح توحید پھیلانے کا وقت نہیں آیا۔ یورپ اور امریکہ کا اس وقت تمام دنیا پر تسلط ہے۔ اور اگر ان خیالات کا سدباب نہ کیا گیا۔ تو بنی نوع کا کیا حشر ہوگا۔ بس یہی کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹتے پھرینگے۔ یہ ضروری نہیں کہ گلا کاٹنے کے لئے تلوار اور بندوق ہی کا استعمال کیا جائے۔ تعصب اور غیر رواداری اور شرک وہ تلوار ہے۔ جس سے انسان نہ مرتا ہے اور نہ جیتا ہے۔ اس سے ہزار موت اچھی ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یورپ میں تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے بہ نسبت ہندوستان اور مشرق کے۔ کیونکہ مشرق میں صرف لوگوں کے مذہبی خیالات ہی درست ہونے والے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو اپنے پیٹ اور کنبہ قوم اور فرقہ کا زیادہ خیال ہے بہ نسبت سچائی کے لینے کے لئے۔ لیکن یورپ میں لوگ ایک رنگ میں فاقہ کی حالت سے نکل چکے ہیں۔ یہاں ہندوستان میں زیادہ میدان اچھوت اقوام میں ہے۔ یہ لوگ صرف سچائی کو ہی نہیں چاہتے۔ دنیاوی ترقی جاہ و حشمت اور دوسری قوموں سے مساوی ہونا چاہتے ہیں۔ یعنی جہاں ان کو سچائی کی تڑپ ہوگی وہاں اس کے ساتھ یہ دنیاوی خیالات بھی لگے ہوئے ہونگے۔ لیکن مغرب میں لوگ نسبتاً ان امور سے سیر ہو چکے ہیں۔ وہاں بھی کیپیٹل اور لیبر کا جھگڑا ہے۔ لیکن اس کی بناء فاقہ کشی پر نہیں اور نہ ہی ان ذات پات کے جھگڑوں پر۔ اس کی زیادہ صورت اقتصادی ہے۔ اس لئے یورپ کے لوگ زیادہ تر اس امر کے محتاج ہیں۔ کہ ان کے خیالات اور عقائد کی اصلاح کی جائے۔ یورپ کی اصلاح دنیا کی اصلاح ہے۔ مذہب کی اصل غرض دل کی اصلاح ہے۔ یورپ میں صرف اس چیز کی ضرورت ہے۔ ان میں بہت سے اس قسم کے لوگ ہیں۔ جو دنیا کی عیش و دولت سے متمتع ہو کر سیر ہو چکے ہیں۔ اور وہ لوگ عملاً دیکھ چکے ہیں کہ محض دنیا کا حاصل کر لینا ہیچ ہے۔ ان کے مذہبی لیڈروں پر امید تھی۔ کہ وہ ان کی روحانی پیاس اور بھوک کا انتظام کریں گے۔ اور لوگوں کو اس امر کے لئے تیار کرینگے۔ کہ جہاں اللہ تعالےٰ کا نام آ جائے اور جہاں اس کے خالص نام پر لوگ جمع ہوں۔ وہاں بلا تمیز مذہب و قوم کے ایک ہو جائیں گے۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللّٰہ۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ وہ لوگ تو آ جائیں۔ جن کا بظاہر مذہب سے تعلق نہ ہو۔ لیکن اصل اہل مذہب جن کی غرض و غایت ہی یہی ہونی چاہیئے تھی۔ کہ لوگوں کو اللہ کے نام پر جمع کرتے نہ یہ کہ جب موقع آتا تو سب سے پہلے وہی اول کا فریق ہو جاتے۔ اس لئے میرے نزدیک یہ اشد ضروری ہے۔ کہ یورپ کے مشنوں کو مضبوط کیا جائے۔ خاص کر کے ایسی حالت میں جبکہ قیام مسجد سے اب دلوں میں ایک قسم کا اثر پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہاں کی پبلک نے اب تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ کہ اسلام حق و سچائی سے خالی نہیں۔ بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ اصل توحید اب اسلام میں ہی ہے۔ اور یہ جو یورپ کو بتلایا جا رہا ہے۔ کہ مسلمان توحید سے عاری ہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ اگر فقدان توحید کہیں ہے تو وہ یورپ و امریکہ میں ہے۔ اور وہاں ہی اس امر کی زیادہ ضرورت ہے۔ ریویو آف ریلیجنز مجریہ جنوری ۱۹۲۷ء کو پڑھ کر دیکھیں۔ کہ آیا اس امر کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کہ یورپ میں اسلامی مشن کو مضبوط کیا جائے۔ اسلامی مشن سے مراد میری صرف احمدیہ مشن ہے۔ کیونکہ دوسرے مسلمانوں میں بھی توحید اب مفقود ہو چکی ہے۔ یا یوں کہیئے کہ ہو چکی ہے۔ اور وہ بھی دنیا کے ایسے ہی کیڑے ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ دنیا کی اور قومیں بلکہ ان سے بدتر کیونکہ اوروں نے دین چھوڑا۔ تو کم از کم دنیا تو حاصل کر لی۔ لیکن ان سے خدا بھی گیا۔ اور دنیا بھی۔ حالانکہ مسلمان کا اولین فرض توحید کی اشاعت تھا۔ اور پھر توحید پر عمل۔ دنیا بھی ان کے ہاتھ سے گئی۔ اور دین بھی نکل گیا۔ یورپ ان کے لئے عبرت کا مقام تھا۔ یورپ نے دنیا کو دین سے علیحدہ کر کے خیال کیا تھا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔ لیکن بقول حضرت مسیح علیہ السلام کہ اگر انسان ساری دنیا بھی حاصل کرے لیکن اپنی روحانیت کو تباہ کرے۔ تو دنیا اس کے کس کام کی۔ میرا یہ منشا نہیں۔ کہ ہندوستان میں تبلیغ نہ کی جائے ضرور کی جائے اور جہاں تک ہو سکے پورے زور سے کی جائے۔ کیونکہ اچھوت اقوام کا حق اہم ہے۔ کہ وہ بھی اسلام کی برکات سے مستفید ہوں۔ اور اس غلامی سے نکلیں جو ہزار ہا سال سے ہندو مذہب کی برکت سے ان کے گلے میں لعنت کا طوق ہو کر پڑی ہے۔ اسلئے اہل ہنود کا بھی حق ہے۔ لیکن میں پھر کہوں گا۔ کہ زیادہ توجہ لنڈن مشن کی طرف کی جائے۔ رسالہ کو مضبوط کیا جائے۔ مشن کو مضبوط کیا جائے۔ مولوی درد صاحب امام مسجد ہماری دعاؤں اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ ان کی شبانہ روز کی کوششوں سے اب لنڈن مشن اس مقام تک پہنچ گیا ہے۔ کہ اس کی ہستی کو اب تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ ساتھ ہی میں یہ کہوں گا۔ کہ کام کو زور سے شروع کرنے کے ساتھ ہی اس خیال کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ دھڑا دھڑ اسلام قبول کرنے کے اعلان شروع ہو جائیں گے۔ ابھی ہمارا کام وہاں کے خیالات میں تبدیلی پیدا کرنے کا ہے اور بس۔ جب تک کہ ایسی فضا نہ پیدا ہو جائے۔ کہ اسلام کا اعلان کر چکنے کے بعد انسان پورا مسلمان بھی بن سکے۔ اس وقت تک ہماری کوششیں اس فضاء کی اصلاح میں لگ جانی چاہیئیں۔ کیونکہ لوگوں کے آنے سے اس میں رکاوٹ کا احتمال ہے۔ جب فضاء اس قسم کی ہو جائے تو پھر آنے والے کو بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ انہوں نے کیا چھوڑنا ہے اور کیا بننا ہے۔ ایسی حالت میں مذہبی تبدیلی بابرکت بھی ہو گی +

(خاکسار محمد دین) ایڈیٹر سن رائز

مسئلہ کفر و اسلام
اور
احادیث نبوی

انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہمیشہ ہی فسق و فجور کے غلبہ اور تاریکی کے زمانہ میں ہوتی ہے۔ وہ ایک تاباں آفتاب ہوتے ہیں۔ جس سے آنکھوں والے مستفید ہوتے ہیں۔ وہ باران رحمت ہوتے ہیں۔ جو مستعد طبائع کو ترقی میں بے نظیر مدد دیتے ہیں لیکن ان کی شعاع اور قوت نشوونما شور پسند طبیعتوں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ وہ بھی ترقی کرتے ہیں۔ گو مخالفانہ رنگ میں ہی سہی ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

وہ دنیا کی ضلالت۔ گمراہی اور معاصی کے معالج ہو کر آتے ہیں۔ اس لئے وہ احساس مرض کے لئے لوگوں کو ان کی حالت پر آگاہ کرتے ہیں۔ اور بتلاتے ہیں۔ کہ ہماری آمد ضروری تھی کیونکہ زمانہ اسی کا تقاضا کر رہا تھا اور ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا وقت آچکا تھا۔ تاریکی کے فرزند جو اپنے آپ کو سب سے پاک اور درگاہ ایزدی میں مقرب خیال کرتے ہیں۔ ان کی اس بروقت تنبیہہ اور آگاہی سے برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے ہمدرد اور ناصح طبیب کو سبّ و شتم سے یاد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نبیٔ وقت لوگوں کو کافر۔ ضال اور فاسق بنانے کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ ان کو مومن۔ مہدی اور ہادی بنانے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن ان کی آمد اور بعثت لوگوں کے اندرونی کفر و فسق کے ظاہر کرنے کا بھی ذریعہ ہوتی ہے۔ نادان سمجھتے ہیں۔ یہ نبی تو لوگوں کو کافر بنانے کے لئے ہی آیا تھا۔ پہلے ہم سب مومن تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی کہلانے والے علماء نے یہی اعتراض کیا۔ حتےٰ کہ بعض اپنے کہلانے والوں نے بھی حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے مسئلہ کفر و اسلام کو باعث اختلاف بتلایا۔ بے شک یہ سچ ہے۔ کہ نبی مومن بنانے کے لئے آتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ مومن و کافر میں امتیاز کا واحد ذریعہ بھی نبی ہی ہوتے ہیں کیونکہ جب تک سورج نہ چڑھے۔ سیاہ اور سفید۔ بدصورت و خوبصورت میں کیونکر تمیز پیدا ہو سکتی ہے۔ اور یہ تو مسلمہ صداقت ہے۔ کہ مامور اور پھر عالمگیر مامور" اسی زمانہ میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جبکہ اہل حق بھی جادۂ استقامت سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ پس کسی مامور۔ رسول اور نبی کی بعثت ہی اس بات کی کافی دلیل ہے۔ کہ لوگ الصراط المستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ لہٰذا قابل غور مسئلہ یہ نہیں کہ لوگوں کو مومن کہا جائے یا کافر۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ مدعی ماموریت و رسالت کا دعویٰ برحق ہے یا نہیں۔ اگر وہ صادق اور راستباز ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اہل دنیا گمراہ ہو چکے ہیں۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس باب میں کیا خوب فیصلہ فرمایا ہے۔ ایک طرف تو آپ فرماتے ہیں۔ مسیح موعود اُمت محمدیہ کے آخر میں مبعوث ہوگا۔ اور دوسری طرف اس آخری زمانہ کا نقشہ بدیں الفاظ بیان فرمایا۔

"لیاتین علی اُمتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتیٰ ان کان منھم من اتی اُمّہٗ علانیۃ لکان فی اُمتی من یصنع ذٰلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملّۃ وتفترق اُمتی علی ثلاث وسبعین ملّۃ کلھم فی النّار الا ملّۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔"

(ترمذی ابواب الایمان ص۸۹)

یعنی میری اُمت پر وہی زمانہ آئے گا۔ جو بنی اسرائیل پر آیا۔ اور ان کو بنی اسرائیل سے کامل مشابہت ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر پہلوں میں کسی نے اپنی ماں سے بدکاری کی ہوگی۔ تو میری اُمت میں بھی اس فعل شنیع کے مرتکب ہونگے۔ بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں منقسم ہوئے تھے۔ میری اُمت کے تہتّر فرقے ہونگے وہ سب جہنمی ہونگے۔ بجز ایک فرقہ کے۔ صحابہ نے عرض کی۔ کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا:۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلیں گے ؂

اس حدیث پر سرسری نظر سے عیاں ہو جاتا ہے کہ اُمت محمدیہ مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت کس حالت میں ہوگی۔ اور پھر دوسری احادیث۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام کا فقط نام باقی رہ جائیگا۔ اور قرآن کے الفاظ۔ اسلام کے مغز اور قرآن کے معارف سے دنیا بے بہرہ ہوگی۔ وہ بھی اس حقیقت کو واشگاف کر رہی ہیں۔ کہ اس وقت تاریکی کا کس قدر زور ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے منکرین کو کافر قرار دیا ہے۔ مگر وہ نہیں دیکھتے کہ یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کلھم فی النّار الا ملّۃ واحدۃ۔ کہ باقی سب مسلمان کہلانے والے فرقے دوزخی ہیں۔ صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ اور یہ بدیہی بات ہے۔ کہ وہ فرقہ مسیح موعودؑ کے متبعین کا ہی ہو سکتا ہے۔ پس اب غور طلب مسئلہ صرف یہ ہے کہ آیا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا دعویٰ مسیح موعودؑ برحق ہے یا نہیں؟ اگر آپ فی الواقعہ سچے مسیح موعود ہیں۔ تو پھر دیگر فرقہائے مسلمانان کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتویٰ بھی درست ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں حیران ہوں۔ کہ مولوی کہلانے والے عوام الناس کو کیوں اس قسم کی باتوں سے بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ خود اس بات کے قائل ہیں۔ سب سے بڑھکر مقام تعجب یہ ہے۔ کہ بعض لوگ حضورؑ کو مسیح موعودؑ مانتے ہوئے محض اس مسئلہ کے باعث خدا کے قائم کردہ رسول کے تخت گاہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ کیا اُمید رکھنی چاہیئے۔ کہ حق پسند طبائع احادیث میں صراحتاً بیان کردہ حقیقت پر غور کرینگی۔ میں غیر مبایعین اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگر فی الواقعہ مرکز سے ان کے الگ ہونے کی بنیاد یہی مسئلہ تھا۔ تو بِلّٰہ اس پر نظر ثانی فرمائیں۔ کیا ہم اس لئے مورد عتاب ہیں۔ کہ ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ کی تصدیق کی۔ کیا ہمارا یہی قصور ہے۔ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی پیدا کرکے ما انا علیہ واصحابی پر کیوں قدم مارا؟ ؂

خاکسار اللہ دتا جالندھری، قادیان

آریہ گزٹ کی بلاوجہ بدگوئی

شردھانند جی قتل کیا ہوئے۔ شوریدہ سر آریوں کو مسلمانوں کے خلاف ایک اچھا خاصہ موقع دل کے پھپھولے پھوڑنے کا ہاتھ آگیا۔ اب ان کا چھوٹا بڑا۔ جوان۔ بوڑھا۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے نہ صرف مسلمانوں کے خلاف بیہودگی اور ہرزہ سرائی کرتا نظر آتا ہے۔ بلکہ اسلام اور بزرگان اسلام کے خلاف بدکلامی سے بھی نہیں چوکتا۔ جس کی تازہ مثال آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کا وہ مضمون ہے۔ جو تازہ پرچہ میں زیر عنوان "چند مرزائیوں کی ناعاقبت اندیشی" "مرزا غلام احمد سیالکوٹی کی بلیک پشینگوئی" شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ کہ مرزا غلام احمد سیالکوٹی ایک تیاگی مہاتما تھا۔ یا اُسے یوگ سدھیاں (حالت خواقبہ در ریاضت) حاصل تھیں۔ یا اس کے اندر سے اہنکار (انانیت) کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ وہ ایک معمولی دُنیادار کی طرح جیا۔ اور دُنیاداری مرا۔ وہ ایک معمولی انسان کی طرح لڑتا رہا۔ اور نفسانی جذبات سے اُوپر نہ اُٹھ سکا۔" (آریہ گزٹ ۱۳ر جنوری ۱۹۲۷ء)

قارئین! ملاحظہ فرمایئے۔ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے لاکھوں

انسانوں کے ہادی اور پیشوا کے خلاف کس قدر سخت الفاظ استعمال کئے ہیں ۔ کیا اس مدعی علم و شرافت نے اپنی کور باطنی کا پورا پورا ثبوت نہیں دیا ۔ اگر اس قسم کے الفاظ کوئی دیانندجی مہاراج کے متعلق کہدے ۔ تو آج آریہ سماج کے چھوٹے بڑے اس کے پیچھے پڑ جائینگے ؛

کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے ۔ کہ ایک تعلیم یافتہ بلکہ ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ کی ڈگری حاصل کیا ہوا اور پھر اپنی سنجیدگی کی ڈگڈگی بجانے والا شخص احمدیوں کے محترم پیشوا کی شان میں اس قسم کی بے ہودہ سرائی سے کام لے ؛

اب سوال ہوگا ۔ کہ اس دیانندی ایڈیٹر نے سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس قسم کا کمینہ اور دل آزار رویہ کیوں اختیار کیا ۔ اس کے متعلق بھی آریہ گزٹ کے الفاظ ہی پڑھ لیجئے ۔ رکھتا ہے :۔

"الفضل میں اور مرزائی لاہوری پارٹی کے سالانہ جلسہ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۶ء میں مرزا غلام احمدؐ کی ایک پیشگوئی کی طرف رائے زنی کی گئی "۔

اگر ایڈیٹر "الفضل" و "لاہوری پارٹی" نے حضرت اقدس ؑ کی ایک پیشگوئی کے متعلق کوئی رائے ظاہر کی ہے ۔ تو اس میں کیا ہرج ہے ۔ کیا اپنے مقدس پیشوا کی صداقت کو ظاہر کرنا جرم ہے ؟ اگر کوئی نشان خدا کے مامور کی سچائی ثابت کرنے کے لئے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ۔ اور اس کا "الفضل" کے ایڈیٹر اور "لاہوری پارٹی" کے ممبروں نے ذکر کر دیا ۔ تو کونسی قباحت لازم آگئی ۔

ہم چونکہ امن کے خواہاں ہیں ۔ اس لئے آریہ دوستوں سے عرض کر دینا چاہتے ہیں ۔ کہ وہ جوش و غضب سے کام نہ لیں ۔ اور حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں سے اجتناب کریں ۔ جس طرح وہ اپنے بزرگوں کے متعلق دوسروں کی رائے اچھی رکھنے کے خواہش مند ہیں ۔ اسی طرح دوسروں کے بزرگوں اور پیشواؤں اور ہادیوں کی شان میں بھی کوئی غیر مناسب اور دل آزار کلمہ منہ سے نہ نکالیں ؛

رہا یہ کہ احمدیوں نے سوامی شردھانندجی کے بارے میں اس پیشگوئی کا کیوں ذکر کیا ۔ جو آج سے ۳۳ سال قبل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شائع کی تھی ۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر احمدیوں کا اسے مشتہر کرنا یا اس پر اظہار خیال کرنا ہرگز ہرگز اس لئے نہیں ۔ کہ اس سے آریوں کی دل آزاری کی جائے یا انہیں چڑایا جائے ۔ بلکہ اس اظہار صداقت سے ان کا یہ اور صرف یہ مقصد ہے ۔ کہ ظلم و جہالت کے زمانہ میں اپنے مولا اور حقیقی خالق سے دور پڑی ہوئی روحیں زندہ خدا کے زندہ نشانوں کا مشاہدہ کریں ۔ تاکہ جہاں انہیں خدا کی ہستی پر یقین ہو ۔ وہاں اسلام کی صداقت و حقانیت پر بھی گواہ ٹھہریں کہ جس کی تائید میں نئے نشان ظاہر ہوئے ہیں ۔ اگر احمدیوں کو آریوں کی دل آزاری منظور ہوتی ۔ تو وہ قتل کی ہرگز مذمت نہ کرتے ۔ ان کا تحریر اور تقریر کے ذریعہ اظہار نفرت کرنا ہی ثابت کر رہا ہے کہ وہ سوامی شردھانندجی کے وحشیانہ قتل پر خوش نہیں ، بلکہ رنجیدہ ہیں ۔ پس جو شخص یا جماعت کھلے بندوں اپنے رنج کا اظہار کرے ۔ اس سے یہ کیونکر توقع ہو سکتی ہے ۔ کہ مقتول کے ہم خیال لوگوں کی کسی اور رنگ میں دل آزاری کریگی ۔

ایڈیٹر آریہ گزٹ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف گندے ریمارک کرنے کی ایک وجہ اسی کے الفاظ میں یہ بھی ہوئی ۔ کہ احمدیوں نے "شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی کو لیکھرام پشاوری" کیوں لکھا ۔ اور اسی طرح "پوجیہ سوامی شردھانندجی کو مسمی منشی رام" کس لئے لکھا ۔

مگر جہاں تک ہم نے اس اعتراض پر غور کیا ہے ۔ ہمیں کوئی دل آزاری کی بات نظر نہیں آتی ۔ اگر سوامی شردھانندجی کو ان کے اصلی نام منشی رام سے کسی نے یاد کیا ۔ یا پنڈت لیکھرام صاحب کو پنڈت لیکھرام پشاوری کہہ یا لکھ دیا تو اس میں کیا گناہ ہو گیا ۔ کیا سوامی شردھانندجی کا نام منشی رام نہ تھا ۔ کیا پرکاش نے تازہ پرچہ میں یہی نام نہیں لکھا ۔ اور کیا پنڈت لیکھرام صاحب کو پشاوری نہ کہا جاتا تھا ۔ جب سوامی شردھانندجی پہلے منشی رام ہی تھے ۔ اور پنڈت لیکھرام صاحب کو پنڈت لیکھرام پشاوری ہی کہا جاتا تھا ۔ تو آج اگر کسی احمدی نے انہیں ان کے اصلی نام منشی رام سے یاد کیا ۔ تو کونسی آفت آگئی ۔

کس قدر افسوسناک امر ہے ۔ کہ آریہ ایڈیٹروں کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ۔ اور نہیں جانتے ۔ کہ ہم جو کہہ رہے ہیں ۔ یہ ہمارے اپنے ہی پرانے ریکارڈ کے مخالف ہے ۔ اگر ایڈیٹر آریہ گزٹ کو اپنے پرانے ریکارڈ سے واقفیت ہوتی ۔ تو وہ ہرگز اس بات پر چراغ پا نہ ہوتے ۔ کہ احمدیوں نے پنڈت لیکھرام صاحب کو پشاوری کیوں لکھ دیا ۔ کیونکہ جس طرح سوامی شردھانند کو پہلے لالہ منشی رام جالندہری یا بابو منشی رام وکیل یا مہاتما منشی رام کہا جاتا تھا ۔ اسی طرح پنڈت لیکھرام صاحب کو بھی لیکھو ، لیکھرام ، پنڈت لیکھرام اور پنڈت لیکھرام پشاوری کہا جاتا تھا ۔ اور یہ کہنے والے آریہ تھے اور آریہ بھی گھاس خور آریہ نہیں ۔ بلکہ گوشت خور پارٹی کے آریہ جن کی طرف سے آریہ گزٹ شائع ہوتا ہے ۔

ہم کہتے ہیں ۔ اگر "شہید اکبر" کو "پشاوری" کہنا بقول ایڈیٹر آریہ گزٹ اپنے ہی منہ کو سیاہ کرنا ہے ۔ تو پھر یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ کی کالج پارٹی کو اپنا منہ ضرور کالا کر لینا چاہیئے کیونکہ احمدیوں نے تو صرف پشاوری ہی لکھا ہے ۔ مگر کالج پارٹی کے آریہ انہیں بقول سوامی شردھانندجی "پشاوری گنڈا" اور "لٹھ باز پشاوری گنڈا" تک کہا کرتے تھے ۔ ثبوت کے لئے دیکھئے سوانح عمری پنڈت لیکھرام جی مصنفہ سوامی شردھانندجی صفحہ ۱۱۵ و ۱۳۲

چونکہ پنڈت لیکھرام صاحب خود بھی اپنے آپ کو پشاوری کہا کرتے تھے (دیکھئے رسالہ آریہ مسافر جالندھر جلد ۱۵ نمبر ۹ صفحہ ۱۱) اس لئے اگر احمدی انہیں پشاوری کہدیں ۔ تو کوئی گناہ نہیں ۔ ہاں اگر قابل گرفت اور لائق سزا ہو سکتے ہیں ۔ تو ایڈیٹر آریہ گزٹ کے بھائی بند ۔ جو کہ انہیں بوجہ عداوت قلبی "پشاوری گنڈا" اور "لٹھ باز پشاوری گنڈا" کہا کرتے تھے ۔

امید ہے ۔ کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ اپنے اس پرانے ریکارڈ کی معتبر سندات دیکھ کر نہ صرف آئندہ کے لئے اس قسم کی بیہودہ اور لغو باتوں کی بنا پر امن پسند احمدیوں کا دل نہ دکھائے گا بلکہ ہماری اس محنت اور کوشش کی بھی داد دیگا ۔ کہ کس طرح سینکڑوں روپے خرچ کر کے ہم نے سماج کا ریکارڈ جمع کیا ۔ اور پھر اس پر دیدہ ریزی کر کے کیسی پتہ کی بتائیں ؛

فضل حسین احمدی مہاجر ۔ قادیان

شراب کے نقصانات

سر ٹامس کلوسٹن ۔ ایم ۔ ڈی ۔ ایل ایل ۔ ڈی (مشہور سائنسدان ایڈنبرگ) کے لیکچر کا اقتباس جو کہ "برٹش جرنل آف انابرائٹی" سے لیا گیا ہے ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے :۔

"جب ہم از روئے تحقیقات شراب کے اثرات کی جانچ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ اس کا پہلا حملہ جسم کے آلات محسوسات پر ہوتا ہے ۔

یادداشت :۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ قوت حافظہ کو شراب سے کس طرح نقصان پہنچتا ہے ۔ لیکن شراب سے یادداشت کند اور غیر صحیح ضرور ہو جاتی ہے ؛

توجہ :۔ ہم بلا پس و پیش یہ کہہ سکتے ہیں کہ شراب کے استعمال سے توجہ کی قوت کم ہو جاتی ہے ؛

قوت ارادی :۔ اگر ہم قوت ارادی پر نظر ڈالیں ۔ جو جسم اور دماغ کے فعل کو روکنے والی ہے یا جو بیہودہ اور نقصان رساں خواہشوں کو دبا سکتی ہے ۔ تو ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ سو میں سے ننانوے حالتوں میں شراب قوت ارادی کو کمزور کرتی اور گھٹاتی ہے ۔

تحریک :۔ دس سے نو حالتوں میں شراب تحریک پیدا کرتی ہے ۔

قوت جوانی :۔ شراب کے اثر سے قوت جوانی کو صدمہ پہنچتا ہے اور لوگ نادانی سے جان کھو بیٹھتے ہیں ۔ انگلستان میں ۴۴ فیصدی خودکشیاں شراب کی وجہ سے ہوتی ہیں ۔

اخلاقی قوت :۔ اگر شراب کا استعمال کثرت سے ہو تو اخلاقی قوت بالکل زائل ہو جاتی ہے ۔ تمام محکمے اس بات کے مقر ہیں کہ نصف سے بیشتر جرائم شراب کی وجہ سے ہی واقع ہوتے ہیں "

کیا اس سے ظاہر نہیں ہے کہ قرآن کریم میں شراب کے متعلق جو یہ فرمایا کہ ۔ اثمھما اکبر من نفعھما ۔ اس کے نقصان فائدوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں ۔ یہ بات بالکل صحیح ہے ۔ محمد ابراہیم از انبالہ صاحب ؛

اولیاء کی ولادت ثانیہ

خدا تعالےٰ کا نور جب تاریکی اور ظلمت کو دُور کرنے کے لئے چمکتا ہے۔ تو اس کی شعاعوں سے چونکہ ظلمت پسند لوگوں کی آنکھوں کا چندھیا جانا ایک لازمی امر ہے۔ اس لئے وہ ہر ممکن طریق سے اس نور کو دُور کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن سورج جب اپنی چمکدار شعاعوں کے ساتھ طلوع کرتا ہے۔ تو اس کی روشنی کو زائل کر دینا نہ صرف مشکل بلکہ محال ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا کو منور کرنے کے لئے شمس بنا کر بھیجا گیا۔ تو منکرین نے جہاں اور بے بنیاد اعتراضات کئے۔ وہاں ایک یہ بھی کیا۔ کہ یہ شخص باوجود مرد ہونے کے کہتا ہے کہ مجھے حمل ہؤا۔ اس لئے یہ کس طرح خدا تعالےٰ کا مامور بلکہ ایک عقلمند انسان ثابت ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اگر قرآن شریف میں کچھ بھی غور کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ تحریر فرمانا۔ کہ مجھے استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھیرایا گیا۔ قرآن کریم کے فرمودہ کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ سورۃ تحریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مومنوں کی مثال مریم کی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے عام مومن ہونے کی وجہ سے مریمیت کے درجہ میں تھے لیکن جب خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح بنائے گئے۔ اور آپ نے صفت مریمیت سے صفت عیسویت کی طرف انتقال فرمایا۔ تو گویا آپ استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرائے گئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے کشتی نوح میں صاف طور پر تشریح فرما دی ہے۔

اگرچہ ایک حق پسند انسان کے سمجھنے کے لئے یہی کافی سے بڑھ کر ہے۔ لیکن ہمارے مخالف اس قدر تعصب اور ہٹ دھرمی میں ترقی کر چکے ہیں۔ کہ جب تک حضرت اقدسؑ کے بیان کے مطابق لفظ بلفظ ان کی مسلمہ کتب سے نہ دکھایا جائے۔ وہ قرآن کریم کے فرمان کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس لئے میں ذیل میں ایک مشہور بزرگ کی کتاب سے یہ ثابت کرتا ہوں۔ کہ ہر ایک ولی کے لئے ولادت ثانیہ (دوسری دفعہ پیدائش) اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مریمیت سے مسیحیت کی طرف انتقال کرنے کے وقت ہوئی۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ ہر ولادت سے پہلے حمل ہونا ایک لازمی امر ہے۔ وہ مشہور بزرگ جناب شہاب الدین صاحب سہروردی ہیں۔ جو اپنی کتاب عوارف المعارف کے باب العاشر فی شرح رتبۃ المشیخۃ میں فرماتے ہیں:-

"یصیر المرید جزء الشیخ کما ان الولد جزء الوالد فی الولادۃ الطبیعیۃ وتصیر ھٰذہ الولادۃ آنفا ولادۃ معنویۃ کما ورد عن عیسٰی علیہ السلام لن یلج ملکوت السماء من لم یولد مرتین فبالولادۃ الاولٰی یصیر لہ ارتباط بعالم الملک وبھٰذہ الولادۃ یصیر لہ ارتباط بالملکوت ...... وصرف الیقین علی الکمال یحصل فی ھٰذہ الولادۃ وبھٰذہ الولادۃ یستحق میراث الانبیاء ومن لم یصلہ میراث الانبیاء ما وُلد"

یعنی انسان کی دو ولادتیں ہیں۔ ایک طبعی اور دوسری معنوی اور جس شخص کی یہ دونو ولادتیں نہ ہوں۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا۔ اور کمال یقین صرف اسی ولادت (معنوی) میں ہی ہو سکتا ہے۔ اور اسی ولادت کی وجہ سے انسان انبیاء کا وارث ہوتا ہے۔

پس اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے جو کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ ضروری تھا کہ ان کی بھی دوسری دفعہ پیدائش ہوتی۔ جس طرح کہ پہلے تمام انبیاء اور اولیاء کی ہوتی۔ اور استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرائے جاتے۔ جس طرح کہ وہ ولادت ثانیہ سے پہلے استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرائے گئے۔

(خاکسار چوہدری محمد یار اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری)

نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان

تبلیغی رپورٹس

جلسہ سالانہ کے بعد تبلیغی رپورٹس کا آنا یکدم قریباً بند ہو گیا ہے۔ اور سوائے معدودے چند جماعتوں کے باقی جماعتوں سے رپورٹیں نہیں آتیں۔ میں اس اعلان کے ذریعہ تمام جماعتوں کو بالعموم اور شہری جماعتوں کے سکرٹریان تبلیغ کو بالخصوص توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ماہ جنوری کی تبلیغی رپورٹیں بہت جلد ارسال فرمائیں۔ اور آئندہ ہر ماہ کی دس تاریخ سے قبل اس سے گذشتہ ماہ کی رپورٹ بھیجدیا کریں۔

انتخاب سکرٹریان تبلیغ

میں سمجھتا ہوں۔ کہ تبلیغی رپورٹوں میں سستی ہونے کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ تبلیغی سکرٹری صاحبان ہمت اور استقلال سے کام نہیں کرتے۔ اور جو دو تین سال یا دو سال سے اس عہدہ پر مامور ہیں۔ وہ تھک چکے ہیں۔ حالانکہ برخلاف اس کے چاہیئے یہ تھا۔ کہ وہ اپنے پرانے تجربہ کی بناء پر جوش اور ہمت سے کام کرتے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو جماعتیں اپنے تبلیغی سیکرٹری بدلنا چاہیں۔ وہ فوراً اجلاس مقرر کر کے دوسرے صاحب کو اس عہدہ پر مقرر کریں۔ اور ان کے نام اور خط و کتابت کے لئے مفصل پتوں سے مجھے اطلاع دیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں۔ کہ صرف اسی شخص کو اس عہدے پر مقرر کیا جائے جو اس کا اہل ہو۔ اور اپنی جماعت کے دوستوں سے کام لے کر ماہوار رپورٹ مرکزی دفتر میں بھیجنے کا وعدہ کرے۔ بعض جماعتیں ایسی ہیں۔ جہاں پہلے ہی قابل آدمی مقرر ہیں۔ اور وہ کام کو بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ پس اگر وہ چاہیں تو انہی کو دوبارہ مقرر کر سکتی ہیں۔ اس نئے انتخاب پر عملدرآمد یکم اپریل ۱۹۲۷ء سے شروع ہوگا۔ یعنی وہ احباب جو اس عہدہ پر مقرر کئے جائیں گے۔ وہ اپنے فرائض کی بجاآوری کے متعلق یکم اپریل ۲۷ء سے کم از کم دو سال تک ذمہ وار ہونگے۔ احباب اس اعلان کے متعلق بہت جلد توجہ کریں۔

ضرورت آنریری مبلغین شکریہ

ہمیں ایسے صاحب ہمت اور پُرجوش احباب کی ضرورت ہے۔ جو اعلائے کلمۃ اللہ و تبلیغ احمدیت کے لئے محض اپنے اپنے علاقوں میں بغیر کوئی معاوضہ لئے آنریری طور پر کام کریں۔ میں یہ تحریک نہیں کر رہا ہوں۔ کہ وہ کسی مستقل عرصہ یعنی دو چار دس ماہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ بلکہ میرا مقصد صرف اس قدر ہے۔ کہ وہ اپنا کام بھی کرتے رہیں۔ اور جب بھی انہیں موقعہ ملے مہینہ میں ہفتہ عشرہ خالصتاً تبلیغ کے لئے اپنے ہی علاقہ کے دیہات میں چلے جایا کریں۔ اس طریق پر پہلے بھی کچھ احباب کام کر رہے ہیں قابل الذکر و شکریہ ان میں سے ڈاکٹر محمد احسان صاحب ملتان۔ حافظ قریشی محمد حسین صاحب قادیان۔ عبدالرحیم صاحب ورق ساز قادیان اور منشی گلاب خاں صاحب پنشنر سب پوسٹماسٹر مین پوری ہیں جو علی الترتیب اضلاع ملتان۔ منٹگمری۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ مین پوری کے دیہات میں کام کر رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ جو احباب اس طریق پر کام کر کے ثواب حاصل کرنا چاہیں۔ وہ اپنے نام اور مفصل پتہ سے جلد تر اطلاع دیں۔ والسلام

(فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ)

نظارت امور عامہ کے اعلان

(۱) ایک لائق نوجوان تجربہ کار منشی کے لئے جو کہ زمینداری کام سے بھی خوب واقف ہے ملازمت کی ضرورت ہے۔ کسی وکیل یا مالک زمین کو ضرورت ہو تو ناظر امور عامہ سے خط و کتابت کریں۔

(۲) محکمہ ریلوے میں۔ گارڈ۔ ٹکٹ کلکٹر۔ سٹیشن ماسٹر۔ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر۔ کلرکس۔ تگیج۔ ایڈیٹر پارسل کلرک۔ ڈرائیور۔ شنٹر۔ فائرمین کنسٹرکشن اینڈ سروے تجربہ کار۔ میکینکل۔ الیکٹریکل ماہرین کی ضرورت ہے۔ حاجتمند فوراً اپنی اپنی درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ دفتر ناظر امور عامہ میں بھیجدیں۔ درخواست پر ہیڈنگ نہ لکھا جائے۔ وہ یہاں سے خود ہی لکھدیا جائے گا۔

(محمد صادق عفا اللہ عنہ)

فہرست معاونین جرائد سلسلہ

ذیل احباب نے جرائد طبع و اشاعت کے لئے خریدار بہم پہنچائے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ دیگر احباب بھی اپنے فرض کی طرف توجہ فرمائیں۔ سن رائز نمبر ۴ ۷ر فروری کو روانہ ہو گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو نہ ملے تو اطلاع دیں۔ ریویو انگریزی ماہ جنوری ۱۹۲۶ء بھی آ چکا ہے۔ اگر کوئی صاحب قیمت ادا کر چکے ہوں اور انہیں نہ ملا ہو۔ تو ہم سے منگوا لیں۔

(خاکسار ناظم طبع و اشاعت قادیان)

الفضل

(۱) مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری ایک۔ (۲) پروفیسر جناب علی احمد صاحب بھاگل پوری تین (۳) محمد عبد العزیز صاحب کرم پور۔ ایک۔ (۴) ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسر۔ ایک (۵) جناب سراج الدین صاحب کمپونڈر۔ ایک (۶) جناب غلام محمد صاحب رزمک۔ ایک (۷) بابو محمد صالح صاحب ایک (۸) جناب غلام حسین صاحب ڈیرہ اسماعیل خان۔ ایک +

مصباح

(۱) اے۔ پی محمد ابراہیم صاحب بنگلور۔ چھ۔ (۲) شیخ احمد الدین صاحب وڈالہ بانگر۔ دو۔ (۳) غلام محمد صاحب اختر پشاور صدر۔ ایک۔ (۴) علی احمد صاحب جنرل سیکرٹری پشاور۔ ایک۔ (۵) اہلیہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد۔ چار۔ (۶) اہلیہ حافظ روشن علی صاحب قادیان۔ ایک (۷) مولوی محمد بخش خان صاحب۔ چنگا بنگیال ایک۔ (۸) بابو عبد الغفور صاحب چارسدہ۔ چار۔ (۹) جناب محمد اسماعیل صاحب فیروز پور۔ ایک (۱۰) جناب عبد اللہ صاحب بہاولپور۔ ایک (۱۱) مسٹر عظمت اللہ صاحب انبالہ شہر۔ ایک (۱۲) بابو احمد جان صاحب کلکتہ۔ دو (۱۳) سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان۔ ۳۰۔ (۱۴) بابو فضل الدین صاحب اوورسیر مردان۔ ۳۔ (۱۵) محترمہ مریم صاحبہ معرفت بابو محمد شفیع صاحب نوشہرہ ایک

سن رائز

(۱) جناب عبد العزیز صاحب راولپنڈی۔ دو (۲) جناب ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسر۔ پانچ (۳) جناب بابو عبد الغفور صاحب پوسٹماسٹر چارسدہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ بابو محمد حسین صاحب اوورسیر چارسدہ نے پانچ روپے مستحق طلباء کے نام اجرائے سن رائز کے واسطے دیئے ہیں۔ اور تین خریدار سن رائز اور چار مصباح کے واسطے بہم پہنچائے ہیں۔ (۴) منشی الطاف حسین صاحب خانصاحب اڈیپور کٹیا ایک۔ (۵) جناب محمد رشید خانصاحب سٹیشن ماسٹر شاہگئی علی مسجد۔ ایک۔ (۶) جناب بابو رشید احمد صاحب پوسٹماسٹر قادیان۔ ایک (۷) جناب ڈاکٹر غلام قادر صاحب ٹان گیب برائیلن (۸) جناب بابو محمد الدین صاحب اٹک پلی ایک خریدار سن رائز اور ایک مصباح۔ (۹) جناب مولوی خیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر امراؤتی تین (۱۰) جناب محمد جلال الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن لال سہارا۔ ایک۔ (۱۱) جناب محمد یوسف صاحب لاہور۔ دس۔ (۱۲) جناب عباس علی صاحب ریلوے گارڈ کالا باغ۔ چار (۱۳) جناب میاں محمد رفیع صاحب سب انسپکٹر پولیس لارکانہ۔ دو۔ (۱۴) ڈاکٹر مطلوب خان صاحب کانگڑا ایک خریدار اور خود بھی خریدار بنتے ہیں۔ (۱۵) مولوی صدر الدین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ۔ ایک خریدار اور خود بھی خریدار بنتے ہیں۔ (۱۶) جناب عبد الرحمن صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر سکولز انبالہ ایک خریدار اور خود بھی خریدار بنتے ہیں (۱۷) جناب اعواف اللہ صاحب سب پوسٹماسٹر ایک خریدار۔ اور خود بھی خریدار بنتے ہیں۔ (۱۸) جناب عبد الرحیم صاحب ٹھیکیدار منگلور ایک خریدار اور خود بھی خریدار بنتے ہیں (۱۹) جناب احمد جان صاحب کلکتہ دو۔ و نیز توسیع اشاعت جرائد کے متعلق باضابطہ اور مسلسل کوشش فرما رہے ہیں۔ (۲۰) جناب غلام صمدانی صاحب کلکتہ ایک

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

۱۱ر فروری ۱۹۲۷ء لغایت ۲۳ر فروری ۱۹۲۷ء مسافر گاڑی کے ساتھ موٹر کار کے واسطے واپسی ٹکٹ ۱½ شرح کرایہ کے حساب سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر دہلی تک کا جاری ہوگا۔ بشرطیکہ ایک طرف کا سفر ایک سو میل سے بڑھ جاوے۔ یہ ٹکٹ واپسی شروع کرنے کے لئے ۲۸ر فروری تک کسی تاریخ کے واسطے کارآمد بنائے جاوینگے۔

دستخط بحروف انگریزی

ڈی ایچ۔ بوتھ ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج بہادر

بمقام چونیاں ضلع لاہور

گوکل چند ولد سوداگر مل قوم روڑا ساکن چونیاں۔ مدعی

بنام

غلام زید ولد جیون قوم تیلی ساکن موضع بھڑوال اوتار تحصیل چونیاں۔ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ......۴ روپیہ

اشتہار بنام غلام فرید ولد جیون قوم تیلی ساکن موضع بھڑوال اوتار تحصیل چونیاں مدعی۔

مقدمہ مندرجہ بالا عنوان میں درخواست وحلفی بیان مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۶/۲/۲۷ کو بوقت ۱۰ بجے قبل دوپہر حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کی عدم موجودگی میں اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ ۲/۲/۲۷

آج بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت　　　　دستخط حاکم

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۴ر فروری۔ حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ کوئی ہندوستانی گریجوایٹ عورت جو ممالک غیر میں طب کی یا کسی اور پیشہ یا فن کی تعلیم حاصل کرنا چاہیگی۔ اسے تین سو پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائے گا۔ یہ وظیفہ تین سال کے لئے ہوگا۔

بمبئی ۴ر فروری۔ ڈاک کے جہاز "رزمک" میں لارڈ ونٹرٹن نائب وزیر ہند انگلستان واپس روانہ ہو گئے۔

صوفی عنایت خاں صاحب کا دہلی میں انتقال ہوگیا آپ ریاست بڑودہ کے رہنے والے تھے۔ اور رگویوں کے ایک مشہور خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ خود بھی اس فن کے ماہر تھے یورپ اور امریکہ میں بھی رہ چکے ہیں۔

لاہور ۳ر فروری۔ پنجاب کونسل کا بجٹ سشن ۲۸ر فروری سے ایوان کونسل میں شروع ہوگا۔

اهندکا شہر میں پلیگ دن بدن پھیل رہی ہے۔ سرکاری مال خانہ میں چوری ہوگئی۔ حالانکہ وہاں پولیس کا پہرہ تھا۔ ڈاکو زیورات اور نقدی جس کی مالیت تقریباً پانچ ہزار تھی لے گئے۔ ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

بمبئی ۴ر فروری۔ مسٹر ڈی۔ اے۔ واڈیا تھانہ کے آنریری پریذیڈنسی مجسٹریٹ کو بیرنجیر کر بیک۔ ایند کمپنی کے ہاں سے ڈائریاں وسامان اسٹیشنری چرانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ عدالت نے ملزم کی ضمانت کی درخواست نامنظور کر دی ہے۔

بمبئی ۵ر جنوری۔ جنوبی افریقہ سے ہندوستانی وفد آج سویرے واپس آگیا ہے۔ ساحل سمندر پر ارکان وفد کا استقبال کیا گیا۔

امرت سر۔ ۴ر فروری۔ سردار گلاب سنگھ ممبر اسمبلی نے جملہ باقی ماندہ سیاسی سکھ اسیروں کی رہائی کا اسمبلی میں ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وائسرائے نے اس ریزولیوشن کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

کلکتہ ۲ر فروری۔ کلکتہ کارپوریشن کے آج شام کے جلسہ میں ۷ رایوں کے مقابلہ میں ۳۵ رایوں سے فیصلہ کیا گیا۔ کہ "مرزاپور پارک" کا نام "شردہانند پارک" رکھا جائے۔ مسلمان ممبروں نے اس تجویز پر بدیں وجہ اعتراض کیا۔ کہ سوامی جی کی آخری زندگی میں ان کی سرگرمیاں اور کارروائیاں فرقہ وارانہ تھیں۔ اور قوم پروری کے خلاف تھیں۔

الہ آباد کے سشن جج صاحب نے بقریدی نامی ایک ہیٹر کو اس جرم کی پاداش میں سزائے موت کا مستوجب قرار دیا ہے۔ کہ اس نے ایک لڑکی کو جان سے مار ڈالا۔ اور دو عورتوں پر قاتلانہ حملہ کر کے ان کو بھی ضرر پہنچایا۔ بقریدی نے آج سے ۲۴ سال قبل اپنی بیوی کو قتل کر ڈالا تھا۔ عدالت نے بقریدی کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ ۱۹۰۵ء میں ۲۱ سال کی قید وجلاوطنی بھگتنے کے بعد سے کالے پانی سے وطن واپس آنے کی اجازت دی گئی۔ اب ۲۱ سال کے بعد پھر بقریدی کے سر پر خون سوار ہوا اور اس نے ایک لڑکی کو قتل کر ڈالا۔

نئی دہلی ۳ر فروری۔ نظر بندان بنگال کے متعلق مسٹر جوگیا کا رزولیوشن اس شکل میں تھا۔ کہ نظر بندوں کو شاہی معافی یا کسی دوسرے طریقہ سے رہا کر دیا جائے۔ اور جابرانہ قوانین کی تنسیخ کی جائے۔ لیکن پنڈت موتی لال نے اس میں یہ ترمیم کی کہ نظر بندوں کو رہا کیا جائے۔ ورنہ ان پر مقدمہ چلایا جائے۔ ۶ بجے شام کو رائیں لی گئیں۔ پنڈت موتی لال نہرو کی ترمیم ۵۰ رایوں کے مقابل ۶۳ رایوں سے پاس ہو گئی۔

ممالک غیر کی خبریں

نیویارک ۲ر فروری۔ فوجی افسران نے سابق فوجی سپاہیوں اور خاص خاص رضاکاروں کو چین کی جنگی خدمت کے لئے طلب کیا ہے۔ کہ وہ ٹینٹسین کی امریکن فوج کے ساتھ جا کر شریک ہو جائیں۔

لنڈن ۳ر فروری بمقام اپورٹو پرتگال کی قلعہ نشین فوج کا کچھ حصہ باغی ہوگیا۔ لیکن زیادہ تعداد سپاہیوں کی حکومت کی وفادار ہے۔ اور حکومت نے صورت حال پر قابو پا لیا ہے۔ تمام ملک میں مارشل لا جاری کر دیا گیا۔

لنڈن ۴ر فروری۔ اپورٹو کے باغیوں نے اطاعت کر لی۔ اور اب تمام ملک میں امن وسکون ہے۔

قاہرہ یکم فروری۔ جامعہ ازہر اور چند دیگر کالجوں کے طلباء نے اس بناء پر ہڑتال کر دی ہے۔ کہ پارلیمنٹ نے دارالعلوم کے کالجوں اور مدرسۃ القضاۃ اور بعض دیگر درسگاہوں کو دوبارہ وزارت تعلیم کے ماتحت کر دیا ہے۔

لنڈن ۲ر فروری۔ ۱۶۔ انچ قطر دہانہ کی نئی ۹۔ ۹ توپیں بوڈنی اور نیلسن نامی جنگی جہازوں پر چڑھائی گئی ہیں۔ وہ ٹھیک نشانہ لگانے اور تباہی ڈھانے میں دنیا بھر کی توپوں پر فوق لے گئی ہیں۔ یہ ایک منٹ میں تیس میل تک گولہ پہنچاتی ہیں۔ جو ۵ فٹ موٹے لوہے کو چھید سکتا ہے۔ یہ توپ ۱۰۸ ٹن وزن کی ہے اور اس کی نالی ۶۰ فٹ لمبی ہے۔ اس کے گرد ۱۰۰ میل فولادی تار لپٹا ہوا ہے۔ ۵۰۸ پونڈ بے دھوئیں کی بارود اس میں بھری جاتی ہے۔ باوجود اس قدر وزنی ہونے کے یہ توپ ۴ سکنڈ میں ایک فیر کر سکتی ہے۔ یعنی جنگی جہاز بوڈنی ۲۵ میل کے فاصلہ پر فی منٹ ۱۸ ٹن گولے برسا سکتا ہے۔

میکسیکو ۲ر فروری۔ سام میگل کی بغاوت کی اطلاع پاکر جب بارہ سپاہی دوڑ کر گئے۔ تو باغیوں نے سفید جھنڈا بلند کر دیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ ہم حکومت کے پرجوش حامی اور وفادار ہیں۔ سپاہی اس پر یقین کر کے واپس چلے گئے۔ لیکن بعد میں چالیس سپاہی بارکوں میں ذبح کر دیئے گئے۔ صرف ایک سپاہی بھاگ کر آکسیکا کی طرف چلا گیا۔ جہاں سے ایک زبردست فوج بھیجی گئی۔ اور سان میگل اور دیگر سرغنوں کو گرفتار کر کے ان پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ ۲۷ باغیوں کو پھانسی دی گئی۔

لنڈن یکم فروری۔ پچھلے ہفتے لنڈن اور انگلستان وویلز کے بڑے بڑے قصبوں میں انفلوئنزا سے ۷۲۵ اموات ہوئیں۔ اس سے پچھلے ہفتے ۷۰۴ موتیں ہوئی تھیں۔

یمن سے پہلا عربی اخبار نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس کا نام الایمان ہے۔

ترکی اخبار جمہور ناقل ہے۔ کہ مصطفیٰ کمال کا ارادہ ایک جدید شادی کا معلوم ہوتا ہے۔ ان کی موجودہ منظور نظر سے سیاسی معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا عہد کر لیا گیا ہے۔ ان کا نام ناہید خاتون ہے۔ اور سمرنا کے ایک تاجر کی صاحبزادی ہیں۔

۲۶ر جنوری ۱۹۲۶ء کو ایک ترکی جہاز کریمیا کے ساحل پر غرق آب ہوگیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے ۱۶ آدمی بھی غرق ہو گئے ہیں۔

واشنگٹن ۲ر فروری۔ وائٹ ہاؤس میں یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ پریذیڈنٹ کولج کو یہ توقع ہے۔ کہ چین کی بدامنی کی وجہ سے امریکنوں کو شنگھائی خالی نہیں کرنا پڑے گا۔ مگر وہاں پر ریاست ہائے متحدہ کی بحری افواج جمع ہو رہی ہیں۔ کہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔

(مفتی) عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں اہتمام ... سے چھپوا کر ...